بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسول الکریم و علیٰ عبد ہ المسیح الموعود

اِسلام کی فتح کا ہو فکر مجھ کو ہر دم

"اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا"(مائدۃ۴)

آج میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لیے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

معزز قارئین کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاۃ۔

(نوٹ:۔ برائے مہربانی اِس مضمون کو شروع سے لے کر آخر تک پوری توجہ، غور اور اِنہماک سے پڑھیں۔ یہ میرے آپکے اور ہم سب کے یعنی جماعت احمدیہ کے بہتر مستقبل سے منسلک ایک اہم سوال ہے۔ اور میں اِسے ۱۲۔ دسمبر ۲۰۰۳ء سے مسلسل خلافت احمدیہ اور احباب جماعت احمدیہ کے سامنے کھل کر رکھتا چلا آرہا ہوں۔ اور اِس سلسلہ مضمون میں میری ویب سائٹ (alghulam.com) کا کوئی ایک لفظ بھی آپ کو قرآن وحدیث اور بانئے سلسلہ کے اِرشادات سے باہر یا متصادم نظر نہیں آئے گا۔ مگر ہوا یوں کہ میرے اُٹھائے گئے سوال کا یا میرے دعویٰ کا جواب باالصواب تو کیا ملتا، اُلٹا جواب دینے کے پابند اور ذمہ داران نے مجھے اور میرے اہل وعیال کو جماعت سے ہی نکال دیا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ مختصراً یہ کہ بانئے سلسلہ نے اپنے بعد ایک آنیوالے یعنی "مصلح موعود" کی خبر دی تھی۔ خلیفہ ثانی نے دعویٰ کیا کہ وہ میں ہوں۔ میرا دعویٰ یہ ہے کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ غلط اور قبل از وقت تھا۔ جبکہ مذکورہ اِلہامی پیشگوئی کا مصداق یہ عاجز ہے۔۔۔ باایں سبب (اور اِس پہلو سے) جماعت ۱۹۴۴ء میں (بوقت دعویٰ مصلح موعود) پٹڑی سے اُتر گئی تھی، اور اُسے دوبارہ پٹڑی پر چڑھانے کیلئے مجھے مامور کیا گیا ہے۔۔۔ اب آپ آگے پڑھیں۔۔۔)

اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:۔

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ٥ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ" (ال عمران آیت:۸۲۔۸۳)

ترجمہ۔ اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اُس پر ایمان لانا اور ضرور اُسکی مدد کرنا، فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اِس پر میری ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ اُنہوں نے کہا تھا، ہاں ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ اب جو (شخص) اِس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہونگے۔

یہ وہ میثاق النبیین ہے جسکے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اُسکے بعد آنیوالے مصلح کی خبر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ اِس میثاق النبیین کے مطابق مصلحین کو بھیج کر اُمتوں یا جماعتوں کا امتحان لیتا رہا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ ایمان میں سچی تھیں یا کہ نام کی مومن تھیں۔ مذہب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر مصلح کی مدلل اتمام حجت کے باوجود اُسکی اُمت یا جماعت نے میثاق النبیین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آنیوالے مصلح کا اِنکار کر دیا۔ مثلاً حضرت مسیح ابنِ مریمؑ، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اور حضرت مرزا غلام احمدؑ یہ سب میثاق النبیین کے مطابق آنیوالے موعود مصلحین تھے اور اِن سب کا اِنکی قوموں نے بڑی دلیری کیساتھ اِنکار کیا تھا۔ جس طرح یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی آزمائش ہو چکی ہے اِسی طرح ضرور تھا کہ افراد جماعتِ احمدیہ کی بھی آزمائش کی جاتی کہ وہ اپنے ایمان میں سچے ہیں یا کہ برائے نام مومن۔ اِسی غرض کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے میثاق النبیین کے مطابق حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بھی آپکے بعد ایک "زکی غلام" کا وعدہ بخشا جسے آپ نے "مصلح موعود" کا لقب دیا تھا۔ جس طرح پہلی قوموں نے اپنے موعودوں کا اِس لیے اِنکار کیا تھا کیونکہ وہ موعود اِن قوموں کی خودساختہ اُمنگوں اور خوہشات کے برخلاف ظاہر ہوئے تھے۔ آج جماعتِ احمدیہ بھی پہلی اُمتوں اور قوموں کی طرح پیشگوئی "زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود" کی وجہ سے ایک زبردست آزمائش میں داخل ہو چکی ہے اور پیشگوئی مصلح موعود کی غرض وغایت بھی یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے کہ کونسے احمدی اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں اور کونسے نام کے احمدی۔؟ کونسے احمدی اُس کلام اللہ، جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا اور وہ جو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر نازل ہوا کی پیروی کرنیوالے ہیں اور کونسے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنیوالے ہیں۔؟ موعود غلام مسیح الزماں کی بات شروع کرنے سے پہلے میں یہاں اللہ تعالیٰ کی ایک سنت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے کو کسی روحانی وجود (لڑکا یا غلام) کی بشارت دیتا ہے تو بوقت بشارت وہ مبشر وجود اِس دنیا میں موجود نہیں ہوتا بلکہ اُس وجود نے بشارت کے بعد پیدا ہونا ہوتا ہے۔

بشارت کے وقت مبشر (وجود) موجود نہیں ہوتا

وہ کلامِ الٰہی جو آنحضورﷺ کے مبارک اور پاک دل پر نازل ہوا تھا اور وہ جو قیامت تک سب کیلئے حکم اور فرقان کی حیثیت رکھتا ہے وہ ہمیں خبر دیتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو کسی وجود کی بشارت دیتا ہے تو بشارت کے وقت وہ مُبّشر وجود عالمِ ناسوت (یعنی دنیا) میں موجود نہیں ہوتا بلکہ اِس وجود نے بشارت کے بعد پیدا ہونا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بعض اَنبیاءؑ کی مثالیں دے کر ہمیں سمجھایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُنکے بچوں کی بشارتیں دی تھیں تو اُس وقت یہ بچے دنیا میں موجود نہیں تھے بلکہ بشارتوں کے بعد پیدا ہوئے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت اِبراہیمؑ کو حضرت اِسماعیلؑ اور حضرت اِسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کی بشارتیں بخشیں تھیں اور بشارت کے وقت یہ دونوں بیٹے اور پوتا دنیا میں موجود نہیں تھے بلکہ بشارتوں کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ اِسی طرح حضرت یحییٰؑ اور حضرت مسیح ابن مریمؑ بھی بشارت کے وقت دنیا میں موجود نہیں تھے بلکہ بشارتوں کے بعد پیدا ہوئے اور یہ حقیقت درجِ ذیل آیات سے کامل طور پر ثابت ہوجاتی ہے۔

(۱)"رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ٥فَبَشَّرْ نٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ٥فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی ط۔ ------------مِنَ الصّٰبِرِیْنَ٥"(صافات=۱۰۱،۱۰۲،۱۰۳) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) (اور اِبراہیمؑ نے کہا) اے میرے ربّ! مجھے نیکوکار اولاد بخش۔ تب ہم نے اِس کو ایک حلیم غلام کی بشارت دی۔ پھر جب وہ غلام اِسکے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہوگیا تو اُس (اِبراہیم) نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ (گویا) میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو فیصلہ کر کہ اِس میں تیری کیا رائے ہے۔۔۔۔۔ مجھے اپنے اِیمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

(۲)"وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْ نٰهَا بِاِ سْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ٥ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤی ءَ اَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ٥"(ھود=۷۲،۷۳) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اور اُس (اِبراہیم) کی بیوی (بھی پاس ہی) کھڑی تھی۔ اِس پر وہ بھی گھبرائی۔ تب ہم نے اُسکی تسلی کے لیے اُس کو اِسحٰق کی اور اِسحٰق کے بعد یعقوب (کی پیدائش) کی بشارت دی۔ اُس (اِبراہیم کی بیوی) نے کہا، ہائے میری ذِلت! کیا میں (بچّہ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی (ہوچکی) ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔ یہ یقیناً عجیب بات ہے۔

(۳)"فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ط قَالُوْ الَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ٥فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ٥قَالُوْ اكَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ٥"(ذاریات=۲۹ تا ۳۱) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اور (حضرت اِبراہیمؑ دِل میں) اُن سے کچھ ڈرا (وہ یعنی فرشتے اِس حالت کو سمجھ گئے) اور کہنے لگے، ڈر نہیں۔ اور اُسے ایک علیم غلام کی بشارت دی۔ اِتنے میں اُسکی بیوی آگے آئی جس کے چہرہ پر شرم کے آثار تھے۔ پس اُس نے زور سے اپنے ہاتھ چہرے پر مارے اور بولی۔ میں ایک بانجھ بڑھیا ہوں۔ اُنہوں نے کہا (یہ سچ ہے) تو ایسی ہی ہے لیکن تیرے ربّ نے (وہی) کہا ہے (جو ہم نے کہا ہے) وہ یقیناً بڑی حکمت والا (اور) بڑے علم والا ہے۔

(۴)"قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ٥قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰۤی اَنْ مَّسَّنِیَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ٥قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ ٥"(الحجر=۵۴،۵۵،۵۶) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اُنہوں (یعنی فرشتوں) نے کہا (کہ) تو خوف نہ کر، ہم تجھے ایک علیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ اُس نے کہا (کہ) کیا تم نے میرے بوڑھا ہوجانے کے باوجود مجھے یہ بشارت دی ہے، پس (بتاؤ کہ) کس بنا پر تم مجھے (یہ) بشارت دیتے ہو۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے تجھے سچی بشارت دی ہے۔ پس تو نا اُمید مت ہو۔

(۵)"یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ٥قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا ٥قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَیْئًا ٥"(مریم=۸،۹،۱۰) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) (اِس پر اللہ نے فرمایا) اے زکریا! ہم تجھے ایک غلام کی خبر دیتے ہیں اِس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اِس سے پہلے کسی کو اِس نام سے یاد نہیں کیا۔ (زکریا نے) کہا۔ اے میرے ربّ! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے، حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی اِنتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔ (فرشتہ نے) کہا (کہ جس طرح تو کہتا ہے واقعہ) اِسی طرح (ہے) (مگر) تیرا ربّ کہتا ہے کہ یہ (بات) مجھ پر آسان ہے اور (دیکھ کہ) میں تجھے اِس سے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

(۶)"هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ٥ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ٥ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌط قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ٥"(ال عمران=۳۹،۴۰،۴۱) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) تب زکریا نے اپنے ربّ کو پکارا کہا کہ اے میرے ربّ! تو مجھے اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔ تو یقیناً دُعاؤں کو قبول کرنے والا ہے٥ اِس پر فرشتوں نے اُسے جبکہ وہ گھر کے بہترین حصہ میں نماز پڑھ رہا تھا آواز دی کہ اللہ تجھے یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کی ایک بات کو پورا کرنے والا ہوگا اور سردار اور

(گناہوں سے) روکنے والا اور نیکیوں میں سے (ترقی کرکے) نبی ہوگا۔اُس نے کہا کہ اے میرے ربّ مجھے لڑکا کس طرح ملے گا، حالانکہ مجھ پر بڑھاپا آ گیا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے۔فرمایا اللہ ایسا ہی (قادر) ہے۔وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(۷) "اِذۡقَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنۡہُ اسۡمُہُ الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ وَجِیۡہًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ○ وَ یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الۡمَہۡدِ وَ کَہۡلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ○ قَالَتۡ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ وَ لَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ ط قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ○ "(ال عمران =۴۶، ۴۷، ۴۸) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلام کے ذریعہ سے بشارت دیتا ہے اُس (مُبَشَّر) کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا جو (اس) دنیا اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا۔اور پنگھوڑے (یعنی چھوٹی عمر) میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر ہونے کی حالت میں (بھی) اور نیک لوگوں میں سے ہوگا۔اُس (یعنی حضرت مریم) نے کہا (کہ) اے میرے ربّ! میرے ہاں بچہ کس طرح ہوگا حالانکہ کسی بشر نے (بھی) مجھے نہیں چھُوا۔فرمایا اللہ (کا کام) ایسا ہی (ہوتا) ہے۔وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے (اور) جب وہ کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اِسکے متعلق صرف یہ فرماتا ہے کہ تو وجود میں آ جا۔سو وہ وجود میں آ جاتی ہے۔

(۸) "قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ○ قَالَتۡ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّ لَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ وَّ لَمۡ اَکُ بَغِیًّا ○ قَالَ کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَلِنَجۡعَلَہٗۤ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَ رَحۡمَۃً مِّنَّا وَکَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا ○ " (مریم=۲۰، ۲۱، ۲۲) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) (فرشتہ نے) کہا۔میں تو صرف تیرے ربّ کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تا کہ میں تجھے (وحی کے مطابق) ایک زکی (پاک اور نیک) غلام دوں۔(مریم نے) کہا۔میرے ہاں غلام کہاں سے ہوگا۔حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھُوا۔اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔(فرشتہ نے) کہا (بات) اِسی طرح ہے (جس طرح تو نے کہی ہے، مگر) تیرے ربّ نے یہ کہا ہے، کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور (ہم اِسلئے یہ غلام پیدا کریں گے) تا کہ اُسے لوگوں کیلئے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت (کا موجب بھی بنائیں) اور یہ (اَمر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

اب اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے خوب کھول کھول کر اپنی اِس سنت کی وضاحت فرما دی ہے کہ جب میں اپنے کسی بندے کو کسی بچے کی بشارت دیا کرتا ہوں تو بشارت کے وقت وہ بچہ (یعنی مُبَشَّر) دنیا میں موجود نہیں ہوتا بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوا کرتا ہے۔پیاری احمدی بہنوں اور بھائیو! اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق اپنا جو کلام نازل فرمایا تھا اُس کی ترتیب نزول کچھ اِس طرح ہے:۔

غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق مبشر اِلہامات کا ترتیب وار نزول

(۱) ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء۔خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) نے اپنے اِلہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ!

☆ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا۔تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں۔کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اُس کیساتھ فضل ہے۔جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے۔کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظۡھَرُ الۡاَوَّلِ وَ الۡاٰخِرِ۔مَظۡھَرُ الۡحَقِّ وَ الۡعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اِس میں اپنی رُوح

ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔وَ کَانَ اَمرًا مَّقضِیًّا۔☆(تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

(۲)۱۸۹۴ء۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ"۔یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ)

(۳)۱۸۹۶ ۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔مَّظْهَرِالْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ۔"ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔(تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)

(۴)۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء۔"اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔"یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔(تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۵)۲۶۔دسمبر ۱۹۰۵ء۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔نَافِلَةًمِّنْ عِندِیْ۔"ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ہماری طرف سے نافلہ ہے۔(تذکرہ صفحہ ۵۰۰ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹)

(۶)مارچ ۱۹۰۶ء۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔" ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔(تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰،۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷)۱۹۰۶ء۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِالْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ۔"ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔(تذکرہ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۸)۱۶۔ستمبر ۱۹۰۷ء۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔"ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷۔ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۹)اکتوبر ۱۹۰۷ء۔"(۵) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ (۶) يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ ۔(۷) ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت۔"(تذکرہ ۶۲۲ بحوالہ بدر جلد ۶ نمبر ۴۴ مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴) ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(۱۰)۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء۔"سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔رَبِّ هَبْ لِیْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ يَحْيٰی ۔اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔ .....آمدن عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔"(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰،۱۰۔نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق بار بار اِلہامی بشارات کی غرض وغایت

اب زکی غلام کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہوکر حضورؑ کی وفات سے تھوڑا سا پہلے ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتی ہے۔اگر یہ مبشر اِلہامات سچے تھے اور میں کہتا ہوں یقیناً سچے تھے تو پھر سنت اللہ کے مطابق اِس زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نے ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق بشارت تو ہوچکی تھی اور ساتھ ہی اُس کی بعثت کی اغراض کثیرہ کا بھی ذکر ہوچکا تھا۔اب اگر چہ اللہ تعالیٰ ضرورت حقہ کے بغیر ایک لفظ بھی اِلہام نہیں کیا کرتا لیکن پھر بھی ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد اللہ تعالیٰ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں مصلح موعود سے متعلق مبشر کلام الٰہی حضورؑ کی وفات تک آپ پر نازل فرماتا رہا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے اِس مبشر کلام الٰہی کی غرض وغایت کیا تھی۔؟ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے اور اُسکی جماعت کو کیا پیغام دے رہا تھا۔؟

جب ہم قرآن مجید کی روشنی میں اِس مبشر کلام الٰہی کو دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے مہدی و مسیح موعودؑ کو اور آپکی معرفت آپکی جماعت کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ ابھی تک وہ مصلح موعود پیدا نہیں ہوا ہے۔وہ مصلح موعود،زکی غلام مسیح الزماں سے متعلقہ آخری بشارت یعنی ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا۔اللہ تعالیٰ اِس مبشر کلام اِلٰہی میں سمجھا رہا تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی بچے کی بشارت دی ہو جبکہ وہ بچہ اُسکی گود میں ہو یا اُسکے گھر میں کھیلتا پھر رہا ہو۔یہ بات میری سنت کے خلاف ہے۔لہٰذا مصلح موعود نے قرآن مجید کی روشنی میں اپنی آخری بشارت ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔اور اس طرح نہ صرف حضورؑ کے سارے جسمانی لڑکے بشمول بشیرالدین محمود احمد بلکہ وہ تمام روحانی لڑکے بھی جو آپکی ذریت یعنی جماعت میں ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہوچکے

تھے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی سے باہر نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود سے متعلق اِن مبشر الہامات کی حقیقت اس عاجز پر اسی طرح منکشف فرمائی ہے جس طرح قریباً ایک صدی قبل اُس نے میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر حیاتِ مسیح ناصریؑ کی حقیقت منکشف فرمائی تھی۔ ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے بارے میں اپنی سنت میں نعوذ باللہ کچھ تھوڑی سی تبدیلی پیدا کر لی ہو۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ممکن نہیں اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تخلّف ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کا اپنے پاک کلام میں خود وعدہ فرمایا ہے۔ اور ایسا سوچنا بھی گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (سورۃ فتح آیت:۲۴) اللہ کی اس سنت کو یاد رکھو، جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

جماعت احمدیہ کا اَلمیہ

جس طرح عالم اسلام میں حیات مسیح اور حضرتِ مسیح کے زندہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونے کے متعلق صدیوں تک کسی کو یہ خیال تک بھی نہ آیا کہ ہم اِس عقیدہ کو کم از کم قرآنِ مجید کی روشنی میں پرکھ کر تو دیکھیں کہ آیا یہ عقیدہ درست بھی ہے یا کہ نہیں۔؟ بعینہٖ ہمارا جماعتی المیہ بھی یہ رہا ہے کہ ہم سمجھتے رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ایک لڑکے کی خبر دی تھی اور اِس سے آگے غور و فکر کرنے کو یا تو ہم نے گناہ سمجھا یا ہمیں گناہ سمجھنے کیلئے مجبور کر دیا گیا۔ ہم نے زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات پر نہ کبھی غور و فکر کیا اور نہ ہی یہ دیکھنے کی کبھی زحمت گوارا کی کہ قرآنِ مجید کی روشنی میں یہ مبشر کلام اِلٰہی ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے۔؟ ہم بشیروں سے باہر نہ نکلے۔ ہم یہ خیال کرتے رہے کہ اگر یہ موعود لڑکا بشیر اول نہیں تو پھر ضرور یہ بشیر ثانی ہوگا اور اگر بشیر ثانی نہیں تو پھر ضرور کوئی بشیر ثالث ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارا ایسا خیال کرنا قطعی طور پر غلط تھا کیونکہ قرآنِ کریم کی روشنی میں زکی غلام سے متعلق الہامی کلام ہماری یہ راہنمائی فرماتا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتا اور اس طرح آنیوالا مصلح موعود دراصل حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اُسی طرح روحانی فرزند ہے جس طرح آپؑ بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ اُدھر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی بننے کے بعد تاک میں بیٹھ گئے اور اُن پر مصلح موعود بننے کا بھوت سوار ہو گیا۔ اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ موقعہ ملتے ہی ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ عجیب بات ہے کہ خلیفہ ثانی کا یہ دعویٰ ایک ایسا دعویٰ تھا جس کے وہ دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔ وہ قرآن مجید کی تفسیر کبیر تو لکھتے رہے لیکن اُنہیں یہ پتہ نہ چلا کہ زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات نے قرآن کریم کی روشنی میں مجھے (مرزا بشیر الدین محمود احمد) تو ویسے ہی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی اتنی عام فہم اور سیدھی سادی نہیں تھی جتنی کہ یہ سمجھ لی گئی تھی۔ جب آنحضور ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں بیان ہوئی ہے اس میں یہودیوں اور نصاریٰ کی آزمائش ہو چکی ہے۔ اور جو پیشگوئی آپ ﷺ نے اپنے روحانی فرزند (حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود) کے متعلق بیان کی تھی اس میں بھی آپ ﷺ کی اُمت کی سخت آزمائش ہو چکی ہے تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلق الہامی پیشگوئی امتحان سے خالی کیونکر ہو سکتی تھی۔؟ میں اللہ تعالیٰ کے بڑے واضح اِنکشافات کی روشنی میں آپ سب سے واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ خلیفہ ثانی مصلح موعود نہیں تھے اور اُن کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر غلط فہمی پر مبنی تھا اور جھوٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی سنت کے برخلاف مصلح موعود کیسے بنا سکتا تھا۔؟ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ ایسی پیشگوئیاں يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرہ۔ ۲۷) کا مصداق ہوتی ہیں۔

پیشگوئیوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی زرّیں نصائح

ایسی پیشگوئیوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اِرشاد فرماتے ہیں:۔

’’دراصل بات یہ ہے کہ بسا اوقات انبیاء علیہ السلام اور دوسرے ملہمین پر ایسے اُمور ظاہر کیے جاتے ہیں کہ وہ اِسرار اِستعارات کے رنگ میں ہوتے ہیں اور انبیاء علیہ السلام اِن کو اِسی طرح لوگوں پر ظاہر کر دیتے ہیں جس طرح وہ سنتے یا دیکھتے ہیں اور ایسا بیان کرنا غلطی میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ اسی رنگ اور طرز سے وحی نازل ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ اِلہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام اِستعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض اِبتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعہ سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں۔ وہ علم کی اِشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیشگوئیوں کے بعض اِسرار سے نبیوں کو اطلاع دی جائے مگر اُن کو اِن اسرار کے افشاء سے منع کیا جائے۔ بہر حال یہ اُمور نبوت کی شان سے ہرگز منافی نہیں ہیں کیونکہ کامل اور غیر محدود علم خدا تعالیٰ کی ذات سے خاص ہے۔‘‘ (ایام الصلح (۱۸۹۸ء) / روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۶)

پھر ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ بات کہ خود آنحضور ﷺ نے پیشگوئیوں کے معاملہ میں اجتہادی غلطی کو خارج از امکان قرار نہیں دیا۔ بلکہ خود آپ ﷺ کو بھی اس قسم کے بشری سہو

کا سامنا کرنا پڑا۔حضرت مہدی ومسیح موعودؑ آنحضرتﷺ کی ایک مبارک خواب کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”قال ابو موسٰی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رئیت فی المنام انی أهاجر من مكة الی ارض بها نخل فذهب وهلی الی انها الیمامة او هجر فاذا هی المدینة یثرب (بخاری جلد ثانی باب هجرت النبی صلعم واصحابه الی المدینة) یعنی ابوموسٰی نے آنحضرتﷺ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں۔پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب۔اب دیکھو آنحضرتﷺ نے جن کی رؤیا وحی ہے اور جن کا اِجتہاد سب اِجتہادوں سے اسلم اور اقوی اور اصحّ ہے اپنی رؤیا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی۔مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء)/ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحات ۱۶۸۔۱۶۹)

پیشگوئیوں کے سلسلہ میں آپؑ مزید فرماتے ہیں:۔

(۱) ”ایسا ہی آپ (ﷺ) نے اُمت کے سمجھانے کے لیے بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا۔اب کیا یہ تعلیم نبوی کافی نہیں اور کیا یہ تعلیم با آواز بلند نہیں بتلا رہی کہ پیشگوئیوں پر اجمالی طور پر ایمان لاؤ اور اُن کی اصل حقیقت حوالہ بخدا کرو۔اُمت محمدیہ میں تفرقہ مت ڈالو اور تقویٰ کا طریق اختیار کرلو۔“ (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

(۲) ”صوم اور صلوٰۃ کی طرح پیشگوئی کو بھی ایک حقیقت منکشفہ سمجھنا بڑی غلطی اور بڑا بھاری دھوکہ ہے۔یہ احکام تو وہ ہیں جو آنحضرتﷺ نے کر کے دکھلا دیئے اور بکلی اِن کا پردہ اٹھا دیا۔مگر کیا اِن پیشگوئیوں کے حق میں بھی آنحضرتﷺ نے یہی فرمایا ہے۔کہ یہ من کل الوجوہ مکشوف ہیں اور ان میں کوئی ایسی حقیقت اور کیفیت مخفی نہیں جو ظہور کے وقت سمجھ آ سکے۔اگر کوئی حدیث صحیح موجود ہے تو کیوں پیش نہیں کی جاتی۔آپ لوگ ہمارے نبی کریمﷺ سے زیادہ علم وفراست نہیں رکھتے۔صحیح بخاری کی حدیث کو دیکھو کہ جب آنحضرتﷺ کو ایک ابریشم کے ٹکڑے پر حضرت عائشہ صدیقہ کی تصویر دکھائی گئی کہ تیرے نکاح میں آوے گی۔تو آپ نے ہرگز یہ دعویٰ نہ کیا کہ عائشہ سے درحقیقت عائشہ ہی مراد ہے بلکہ آپ نے فرمایا کہ اگر درحقیقت اس عائشہ کی صورت سے عائشہ ہی مراد ہے تو وہ مل ہی رہے گی۔ورنہ ممکن ہے کہ عائشہ سے مراد کوئی اور عورت ہو۔آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ابوجہل کے لیے مجھے بہشتی خوشہ انگور دیا گیا مگر اس پیشگوئی کا مصداق عکرمہ (ابوجہل کا لڑکا۔ناقل) نکلا۔جب تک خدا تعالیٰ نے خاص طور پر تمام مراتب کسی پیشگوئی کے آپ پر نہ کھولے تب تک آپ نے اُسکی کسی شق خاص کا کبھی دعویٰ نہ کیا۔“ (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

(۳) ”یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں ان سب میں ایک قسم کی آزمائش اِرادہ کی گئی ہے۔اِس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبیﷺ تھے۔“ (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۷)

اب سوال یہ ہے کہ پیشگوئیوں کے متعلق حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کی اِتنی واضح اور غیر مبہم تعلیم کے باوجود کیا وجہ ہے کہ جماعت کی تیسری چوتھی اور پانچویں خلافت جماعت کے قریب قریب سب عالم فاضل مربی قاضی اور بڑے بڑے عہدیداران اپنے قول وفعل اور تحریر وتقریر میں بیک زباں ہیں کہ خواہ کچھ بھی ہو خلیفہ ثانی اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔؟ وہی مصلح موعود اور وہی پیشگوئی کی تمام علامتوں کے مصداق ہیں۔اور سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اُن کا دعویٰ جھوٹا اور اُن کا اِجتہاد خطا جائے۔((گویا بالفاظ دیگر ہم خلیفہ ثانی کا مقام ومرتبہ بلا سوچے سمجھے بہت اُونچا لے جا رہے ہیں۔۔۔حتیٰ کہ بانئے سلسلہؑ اور بانئے اسلامﷺ سے بھی اِنا للہ وانا الیہ راجعون)) اگر ہم عقیدت میں ایسی باتیں سوچتے اور کہتے ہیں کہ وہ بانئے سلسلہ کے صاحبزادے تھے۔جماعت کے خلیفہ ثانی تھے۔اور اِس کے علاوہ بھی بہت ساری (متنازعہ یا غیر متنازعہ) دوسری مثبت باتیں اور کام اُنکے کریڈٹ پر ہیں تو اِس میں اچنبھے یا حیرانگی کی کوئی بات نہیں۔بلکہ اِسے ایک فطری رویہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔محبت اور عقیدت کے جذبات میں بہت سارے عنوانات بدل جاتے ہیں بہت کچھ اُلٹ پُلٹ ہوجاتا ہے مونث مذکر اور مذکر مونث بن جاتا ہے۔جیسے لیلیٰ نظر آتا ہے مجنوں نظر آتی ہے۔گویا یہ کوئی ایسی اَنہونی بات نہیں۔بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ کل تک میں خود بھی اِنہی رویوں کا اسیر رہا ہوں۔بلکہ شاید ساری جماعت رہی ہے۔آج جب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ پیشگوئی کی حقیقت مجھ پر کھولی ہے تو اِس میں حیران پریشان ہونے اور سٹپٹانے کی کونسی بات ہے۔؟ یہ تو ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ (المائدہ:۵۵) والا مضمون ہے۔کیا ہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں۔؟ اگر وہ کسی ”غیر عجمی“ پر اپنا فضل کرے تو ماشاءاللہ۔سبحان اللہ۔اور اگر ”عجمی“ پر کرے تو نعوذ باللہ۔لعنت اللہ۔یہ کونسا دینی رویہ ہے۔؟ میرے اور خلیفہ ثانی کے موازنے کے وقت اِس بنیادی فرق کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ خلیفہ ثانی نے (گھر کے بھیدی کے طور پر) پیشگوئی مصلح موعود کو خود ہی کھولا اور خود ہی اُسے اپنے اُوپر چسپاں کرلیا۔جبکہ میں نے اُسے کھولا نہیں بلکہ وہ مجھ پر کھولی گئی

ہے۔اور اِس میں میری اِستعدادوں کا بھی کوئی دخل نہیں اور نہ ہی میں کبھی اِس راہ کا مسافر رہا ہوں۔ اِس کے باوجود ہمارا نظام جماعت مجھے تو سزا کا مستوجب گردانتا ہے مگر خلیفہ ثانی کو جزا کا۔ سُنت اللہ کیا ہے۔؟ یہ آپ خود سوچیں۔۔۔ پیشگوئیوں کے ضمن میں آپ نے بانئے سلسلہ کا نقطہ نظر پڑھا ہے۔ آنحضور ﷺ کا فرمان بھی آپکے سامنے ہے۔ زمانے اور جماعت کے حالات سے بھی آپ بے خبر نہیں تو پھر سوچنے کی بات ہے وہ کونسی چیز ہے جو آپ کو اِس راہ پر آگے بڑھنے سے روک رہی ہے۔؟ غور و فکر اور تدبّر سے منع کرتی ہے۔؟ ''اَلباب'' کی صف میں شامل نہیں ہونے دیتی۔؟ ہر شخص اپنی وجوہ پر خود غور کرے۔ میں یہاں صرف یہ سوال اُٹھانا چاہوں گا کہ اگر ہم نے اپنا سارا سفرِ حیات دینی قدروں اور روحانیت کے زیرِ اثر طے کیا ہوتا تو کیا تب بھی ہم ڈرے ڈرے اور سہمے سہمے سے نظر آتے۔؟ آخر یہ ڈر خوف کس کا ہے۔؟ اگر خدا کا ہے تو پھر میں بھی تو اُسی کا بندہ ہوں، میرے معاملہ میں اتنی بیباکی کیوں۔؟ یہ سوال بھی آپکی توجہ کا طالب ہے، میں صرف ہمیشہ کی طرح پھر یہی عرض کروں گا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں لکھ رہا ہوں اور جو میرا دعویٰ ہے یہ نفس یا شرارت کی راہ سے نہیں۔ میں اگر جماعتی قیادت کے خیال میں فریب خوردہ ہوں تو اِس کا بھی ایک حل ہے۔ آؤ اُسے آزما دیکھیں۔ مجھے اُمید ہے سچائی کی راہ سے آنیوالے اِس ''راہ'' سے راہِ فرار اِختیار نہیں کریں گے۔ اور اگر اُن میں ذرا بھی خوفِ خدا، تقویٰ اور جماعت کا مستقبل عزیز ہوا تو وہ اِس تجویز کا خیر مقدم کریں گے۔ وہ تجویز کیا ہے۔؟ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ ''وَالَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَهُمۡ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ'' (الشوریٰ:۳۹)۔ اور جو اپنے ربّ کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اُن کا اَمر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے اور اِس میں سے جو ہم نے اُنہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

اگر اُمت محمدیہ میں مسیح موعود سے متعلقہ پیشگوئی کے بارے میں از سرِ نو غور و فکر ہو سکتا ہے تو پھر جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں از سرِ نو غور و فکر کیوں نہیں ہو سکتا۔؟ میری **تجویز** یہ ہے کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کو ایک ایسی خصوصی نوعیت کی **عالمی مجلس مشاورت** کا اِہتمام کرنا چاہیے جس کا **اِیجنڈا** صرف اور صرف ''**پیشگوئی مصلح موعود**'' ہو۔ اور جس میں مجلس کے شرکاء موجودہ حالات کے تناظر میں از سرِ نو مذکورہ اِلہامی پیشگوئی پر غور و فکر کریں۔ اور پھر اپنے آخری تجزیے کی روشنی میں جماعت کی فکری راہنمائی کرتے ہوئے اِس کے ''**قبلہ**'' کی درستگی یا عدم درستگی کا فیصلہ دیں۔ کیا یہ غلط اور نا مناسب تجویز ہے۔؟ اگر افرادِ جماعت احمدیہ میری اِس تجویز کو درست خیال کرتے ہیں تو پھر میری اُن سب سے نہایت عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ ''حضور'' کو اِس سلسلہ میں مسلسل اور کثرت سے خطوط لکھیں اور اپنے مقامی عہدیداران کی توجہ بھی اِس جانب مبذول کروائیں۔ تا اِس مجلس مشاورت کی بدولت اگر میں غلطی خوردہ یا ایک غلط دعویٰ کا مدعی ہوں تو میری غلطی رفع ہو جائے، اور اگر خلیفہ ثانی کا دعویٰ غلط تھا تو پھر (بعد اَز خرابیٔ بسیار) اُن کی۔ مقصد لڑائی نہیں، اصلاح احوال ہے۔ اور ہر آنیوالے کا یہی کام ہوتا ہے۔

مشاورت سے پہلے جماعتی قیادت کی طرف سے ایک اہم اعلان

اِس تجویز کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے ''حضور'' کی طرف سے اِس قسم کا باقاعدہ ایک سرکلر بھی جاری کیا جانا چاہیے کہ شرکائے مجلس کی زبانی اُنکے ''خیالات'' (یا اِنکشافات) سامنے آنے پر کسی قسم کی کوئی باز پرس نہیں کی جائے گی۔ دوسرا یہ کہ شرکاء کی راہنمائی کیلئے ''حضور'' خود اپنی رائے (اگر کوئی ہے تو۔۔۔؟) سے بھی برملا اُنہیں مطلع کریں کہ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ۔۔۔ تیسرا یہ کہ اِس نشت کے اِنتخاب کا طریق کار بھی بہترین بنیادوں پر ہو۔ یعنی اِس خصوصی مشاورتی نشت میں وہ لوگ شامل ہوں جنہوں نے بانئے سلسلہ کے شریں کلام کو خوب پڑھ رکھا ہو اور زیرِ بحث پیشگوئی کی جزئیات تک سے وہ آگہی رکھتے ہوں۔ چوتھا اِسے ایک کھلے مباحثے کا رنگ دینا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنا نقطہ نظر بیان کرنے والے لوگ مصلحتوں کا شکار اور ''اگر مگر'' کے چکروں میں مبتلاء نظر آئیں۔ اُنہیں پورے اِعتماد کیساتھ اپنی بات کہنے اور اپنا اِجتہاد پیش کرنے کی اجازت ہو۔ بصورتِ دیگر سو سالہ ''تربیتی نتائج'' کی روشنی میں اِس بات کا اِمکان باقی رہے گا کہ شرکاء مجلس انگریزی محاورے کے مطابق ''بادشاہ مر گیا۔ بادشاہ زندہ باد''۔ کہتے ہوئے خلیفہ خامس کو ہی ''مصلح موعود'' قرار دے دیں۔۔۔ مگر ہاں! ایک مخصوص مفہوم میں اور اپنے موجودہ منصب کی مناسبت سے ایسا ہو بھی سکتا ہے، وہ یوں کہ ''مصلح موعود'' کی راہ میں بچھے کانٹوں کو اُس کا ''ارہاص'' بن کر اُٹھا دیں۔۔۔۔ وما توفیقی اِلا باللہ۔

(۲) ہمارے عقائد

خاکسار کے دعویٰ کی بابت ابھی آپ نے نہایت اِختصار کیساتھ لکھا گیا میرا نقطہ نظر پڑھا۔ بس اگر اِس میں یعنی موضوع بحث یا مقدمے میں کوئی نئی بات نئی سوچ یا نئی فکر ہے تو وہ محض اِسی قدر ہے۔ نہ کم نہ زیادہ۔ اِس لحاظ سے میرا عقیدہ یا ایجنڈا اصدفی صدیک نکاتی ہے۔ اور میں باِذن اِلٰہی محض اِسی ایک محاذ پر ہی سرگرم عمل ہوں۔ بطور مدعی بھی اور بطور وکیل بھی۔ اور حصول مقصد کیلئے میں جو جہاد کر رہا ہوں وہ قلمی جہاد ہے۔ جیسا کہ میرے آقا بانئے جماعت حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنے عہد میں کیا تھا۔ اور جیسا کہ آپؑ کی

تعلیم بھی ہے اور اِس عہد کا اصل ہتھیار بھی۔ لہٰذا اِس پہلو سے میرا مزید کچھ عرض کرنا وقت کا ضیاع ہوگا۔ بطورِ خاص اِس لیے بھی کہ میں بیشمار مضامین میں اور سوالات کے جوابات میں اِس امّر کی خوب کھول کر وضاحت کر چکا ہوں۔ اور یہ سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے۔ اب یہاں ایک ضمنی سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اگر صرف یہی بات یا اتنی سی ہی حقیقت ہے تو میں نے صیغہ واحد کی بجائے جمع کے صیغہ میں بات کیوں کی ہے؟ یعنی ہمارے عقائد کیوں لکھا ہے؟ اِس سوال یا خیال کا جواب یہ ہے کہ آج سے قریب سوسوا سوسال پہلے جب بانئے جماعت نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حیاتِ مسیح اور وفاتِ مسیح کے مسئلہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں کھولا اور بیان کیا تھا تو تب آپؑ کے پیش نظر یہی ایک بڑی حقیقت تھی کہ اِس ایک بنیادی مسئلہ کی وجہ سے بیشمار مسئلے مسائل، غلط عقائد، نظریات اور خالی خولی تصورات نے عالم اسلام میں راہ پالی تھی۔ اور آپؑ نے اُنکی شدت کو اِس حد تک محسوس کیا کہ ایک مرحلہ پر آپؑ نے اِس مفہوم میں یہ تک فرمادیا کہ اگر محض حیات اور وفاتِ مسیح کا ہی مسئلہ حل طلب ہوتا تو خدا تعالیٰ کو اتنے بڑے اعزاز کیساتھ مجھے مامور کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اِس کے علاوہ بھی بہت ساری علمی عملی اور فکری کمزوریاں اور بداعتقادیاں ایسی تھیں کہ جن کا دور کرنا ضرورتِ زمانہ کے لحاظ سے لازم ٹھہر گیا تھا۔ اور وہ غلطیاں شجرِ اسلام کو آکاس بیل کی مانند پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے چکی تھیں۔ گویا بڑی اور بنیادی غلطی تو ایک ہی تھی مگر اُس سے متصل سلسلے نے ایسا طول کھینچا کہ اُسکی اصلاح بھی حکم اور عدل بن کر آنیوالے کے نصاب میں شامل کردی گئی۔ گویا اُدھر ایک مردہ کو مسلسل زندہ سمجھ کر اُسکی واپسی کی راہ تکی جاتی رہی تو اِدھر ایک غیر مصلح کو مسلسل مصلح موعود (زکی غلام) ثابت کیا جاتا رہا۔ جس طرح عالم اسلام کی بڑی بھاری اکثریت آج بھی حضرت عیسیٰ کے معاملے میں اپنے مؤقف پر بضد اور آچکنے والے مہدی اور مسیح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی انکاری ہے، بعینہٖ جماعت کو بھی آج اِسی قسم کے اَلمیے کا سامنا ہے۔ وہ بھی ایک خودساختہ مصلح کی صداقت پر ایمان لائی بیٹھی اور آچکنے والے اِس مصلح (زکی غلام) کی اِنکاری ہے جو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا حقیقی مصداق بن کر اور اپنے وقت پر آیا ہے۔ یعنی ہمارے ہاں بھی بنیادی غلطی ایک ہی ہے مگر اُس سے متصل یا اُس غلطی یا جھوٹ کے زیرِ سایۂ پروان چڑھنے والی غلطیوں کے سلسلے نے ایسا طول کھینچا ہے کہ اُس کی اصلاح کے لیے بھی حکم وعدل کے غلام کا ایک جواز بن گیا!!! اَب خدا کے اِس فعل کو اس رنگ کو آقا اور غلام کی اس باہمی مماثلت کو کوئی کیا نام دیتا ہے؟ کیا کہتا ہے؟ مجھے اِس سے غرض نہیں کہ میرے ذمے صرف پہنچا دینا فرض کیا گیا ہے۔ (مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔ رسول پر صرف (بات کا) پہنچانا (واجب) ہے۔ مائدہ۔۱۰۰) میں داروغہ بن کر نہیں آیا۔ (فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ۔ پس نصیحت کر کہ تُو تو صرف نصیحت کرنیوالا ہے۔ تُو اُن پر داروغہ مقرر نہیں ہے۔ غاشیہ۔۲۲۔۲۳) ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ (لَّيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ۔ اُنہیں ہدایت دینا تیری ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔ البقرہ۔۲۷۳) پھر یہ کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ (لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ۔ دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر نہیں۔ البقرہ۔۲۵۷)

خاکسار نے ساری صورتحال یہاں بیان کردی ہے۔ سارا مواد آپکے سامنے رکھ دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو ذہن دیا ہے، بصیرت اور بصارت بھی دی ہے۔ قوتِ گویائی بھی بخشی ہے۔ دید شنید کی صلاحیت بھی آپکے پاس موجود ہے۔ آپ اپنی فکری اور علمی قوتوں کو یکجا کریں، دیکھیں، سوچیں اور سمجھیں۔ آپ کے پاس قلم بھی ہے قرطاس بھی اور کتاب بھی۔ اور بانئے سلسلہ کے پیروکار کی حیثیت سے ’’جہاد بالقلم‘‘ کی تعلیم بھی۔ اِس کے بعد آپ مجھے یعنی میرے دعویٰ کو قبول کریں یا رَد کریں۔ دلیل کا جواب دلیل سے دیں۔ دلیل کو دلیل سے توڑیں۔ یا مجھے اپنا ہمنوا بنائیں یا آپ میرے ہمنوا بن جائیں۔ اگر آپ میرے دعویٰ کی حمایت کرتے ہوئے سامنے آتے ہیں یا میرے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں تو میں اِنشاءاللہ تعالیٰ آپکی مدد کو اور اُسکی ہر صنف کو خدا کی مدد سمجھتے ہوئے آپ کا استقبال کروں گا۔ جیسا کہ بانئے سلسلہ فرماتے ہیں:۔

’’دراصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا، بلکہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ (الصّف۔۱۵) کہہ کر وہ اُس نصرت کا استقبال کرنا چاہتا ہے اور ایک فرطِ شوق سے بیقرار دل کی طرح اِس کی تلاش میں رہتا ہے۔ نادان اور کوتاہ اندیش لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگوں سے مدد مانگتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد ا صفحہ ۱۶۹)

بالآخر میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اَسیری ہمارا مقدر نہیں۔ ایک روز غلامی کی یہ زنجیریں ضرور ٹوٹیں گی۔ سحر کی ناگنوں سے آپ ضرور رُستگاری پائیں گے اِنشاءاللہ تعالیٰ۔ ایک اور بات، خاکسار جماعت میں ہرگز ہرگز کوئی تفرقہ ڈالنا نہیں چاہتا۔ (ضمناً، یہ کام وہ لوگ یا گروہ کرتے ہیں جو لوگوں کی زندگیوں پر قبضہ جما کر اُنہیں اپنی مرضی سے موڑنے اور چلانے کی کوشش کرتے ہیں) کوئی فتنہ وفساد بھی نہیں چاہتا۔ نہ کوئی نیا گروپ تشکیل دینا چاہتا ہے۔ قادیانی یا لاہوری کی بحث میں بھی نہیں اُلجھنا چاہتا۔ یاد رکھنا کہ میں فرقہ بندی پر یقین نہیں رکھتا کیونکہ میرے فہم اور ایمان کے مطابق دین اسلام میں فرقہ بندی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مجھے کسی فرقے یا گروپ کی اصلاح مقصود نہیں بلکہ میرا مطمع نظر اور میری منزل مقصود صرف اور صرف غلبہ اسلام اور فتح اسلام ہے۔ نوجوانی کے آیام میں جب مجھے کچھ بھی علم نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے جو دعائیہ اشعار میرے دِل پر نازل فرمائے اِن میں سے آدھے یعنی چار اشعار کچھ اِس طرح ہیں:۔

تو پاک مجھ کو کردے اور نیک بھی بنادے
اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھا دے
ہر آن رکھوں دیں کو، دنیا پہ میں مقدم
اسلام کی فتح کا، ہو فکر مجھ کو ہردم
اسلام کی صداقت دنیا میں، میں پھیلاؤں
شمعِ ہدایت، ہر گھر میں، میں جلاؤں
اسلام پر جیوں میں، اسلام پر، مروں میں
ہر قطرہ اپنے خوں کا، اس کی نظر کروں میں

پیدائشی طور پر میری فطرت کیسی تھی اور میرے دل میں کیا تڑپ تھی اس کو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا تھا۔؟ اب اِس اِلہامی دعا میں اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز کو کسی فرقے یا کسی گروپ (group) کی محبت اور فتح کیلئے دُعا نہیں سکھائی بلکہ صرف دینِ اسلام کی محبت اور فتح کیلئے دُعا بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنا یہ اِرادہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ میری بعثت کا مقصد غلبہ اسلام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے وعدہ فرمایا ہوا ہے:۔

”هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۔(التوبہ۔۳۳/الفتح۔۲۹/الصّف۔۱۰)“ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے گو مشرکوں کو یہ بات بہت ہی بُری لگے۔

لیکن اس کے باوجود ایک صدی قبل جو مشکل میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو درپیش تھی آج وہی مشکل مجھے بھی درپیش ہے۔ میرے آقا کو فرقہ بندی قطعاً پسند نہیں تھی لیکن پھر بھی بحیثیت مجبوری آپؑ نے اپنی پہچان اور شناخت کیلئے وقتی طور پر ایک جماعت بنائی جس کا نام جماعت احمدیہ رکھا گیا۔ بعینہٖ (بامر مجبوری) حصول مقصد تک آپ میرے یا میرے فکری پیروکاروں کے حوالہ سے بطور شناخت کے عبوری مدّت کیلئے آج جماعت احمدیہ کیساتھ لفظ ''اِصلاح پسند'' کا اضافہ کر سکتے ہیں۔ یعنی جماعت کے ایسے لوگوں کا گروہ یا ایسی آواز جو جماعت میں ریفارمز (reforms) یا اصلاح کی طالب اور خواہاں ہے۔ یعنی **جماعت احمدیہ اِصلاح پسند**۔ لیکن اِن سب ناموں اور فرقوں کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ یہ وقتی اور عارضی ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں جوخوبصورت اور کامل دین عطا کیا ہے اُس کا نام صرف اور صرف اسلام ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کیساتھ ہو۔ آمین ثم آمین۔

(۳) رستگاری فنڈ

اِس ضمن میں محض یہی عرض کرنے پر اکتفا کررہا ہوں کہ عنقریب ایک ''رستگاری فنڈ'' قائم کردیا جائے گا۔ اُسکی تفصیل ایک الگ مضمون کی صورت میں News یا Article کے کالم میں آپ دیکھ سکیں گے۔ اِنشاءاللہ تعالیٰ۔

خاکسار

عبدالغفار جنبہ

غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) قائد جماعت احمدیہ اِصلاح پسند

Gustav-Schatz-Hof,2

24143 Kiel

GERMANY

۱۵۔جولائی ۲۰۰۹ء/کیل۔جرمنی۔

☆☆☆☆☆